بیمن خالق دو جہاں گیر فرمائی گل و ریحا

کلام بے مثل خیابان جہاں سیر و قرین ستر و مینا گل حدیقہ عنائی و جوبار ابرائی نیر یکتہ لقا مجموعہ مشتہر خندہ نو صبح

یعنی گلزار الکلم تکیہ بار زبیدۃ النساء مہروی سیرح و جوہر محبوب حیدرآبادی نیر ماہ لقا بائی المتخلص چندا

ریاست آصفیہ

گلزار ماہ لقا

۱۳۲۴ھ

باہتمام و تصحیح مولوی غلام صمدانی خان صاحب گوہر وکیل عدالت ہائے سرکار عالی و مؤلف تزک محبوبیہ و دربار آصف

ایڈیٹر اخبار جلوۂ محبوب و مہتمم نظام المطابع پریس و مجمع التحبیبی دار الشفاء حیدرآباد دکن

در مطبع نامی نظام المطابع واقع بازار چھتہ طبع گردید و مقبول جہان شد

ابرو کمان کو کھینچ کے کی اس طرف نظر — تب سے پڑا ہے کھٹکے مین ناوک نگاہ کا
شب کو فغان تھی میری ترے در پہ اے صنم — توبھی تو گوش زد نہ ہوا نالہ آہ کا
اے یار بے خبر تجھے اب تک خبر نہین — کبکا گذار ہو گیا کوچے مین راہ کا

چندا کے دیکھنے کی جو خواہش کرے کوئی
رکھتا ہو وصف اپنے مین وہ عز و جاہ کا

عالم ترے نگہ سے ہے سرشار دیکھنا — میری طرف بھی ٹک تو بھلا یار دیکھنا
نادان سے ایک عمر رہا مجھکو ربط عشق — دانا سے اب پڑا ہے سروکار دیکھنا
گردش سے تیری چشم کے مدت سے ہون خراب — تسخیر کرے ہے مجھسے یہہ اقرار دیکھنا
ناصح عبث کرے ہے منع مجھکو عشق سے — آجائے وہ نظر تو پھر انکار دیکھنا

چندا کو تم سے چشم یہہ ہے یا علیؑ کہ ہو
خاک نجف کو سرمۂ ابصار دیکھنا

اٹھا جو حلقہ کشش ابرو کمان دلگیر ہو گویا — کھٹکتا دل مین وہ بیٹھا نگہہ کا تیر ہو گویا
ہوا ہون اسطرح زندان غم مین گھل کے کاہیدہ — ترے مجنون پہ خندان حلقۂ زنجیر ہو گویا
کیا یہہ وضع اوس نقاش قدرت نے عجب کیا ہے — جو میرے غنچہ لب سے صورت تصویر ہو گویا
نگہ کی تیغ کو جب کھینچ کر وہ گھاٹ پر آوے — زبان شکر سے اوسدم دل نخچیر ہو گویا

مجھے یاں اوج بھان تک ہے مولا کے مناقب مین
زبان خامہ کب چندا سے تحریر ہو گویا

اوٹھانا جور بیجا اصل جو ایسا ہی مقدر تھا — مجھے تنہا ہی رہنا آپکے ملنے سے بہتر تھا
فقط سلک گہر دندان نہین تھے آبداری مین — لب خوش رنگ بھی ہر ایک گویا لعل احمر تھا
نہ سمجھا تھا محبت کی لڑی توڑے گا آخر تو — اوایل کان الفت مین سخن تیرا تو گوہر تھا
گدا کے حال پر تو نے نظر گاہے نہ کی ظالم — کیا یہہ فرض ہمنے سر ترے شاہی کا افسر تھا

شناسائی ہوئی ذات الٰہی سے تو کیا باعث
تجھے چندا شہنشاہ نجف کا عشق رہبر تھا

رہے نوروز عشرت آفرین جوشش بہار افزا
نہ پوچھو کوئی عیش و خرمی کو عہد میں اوسکی
ارسطو جاہ وہ فرخ نژاد اہل عالم سے
دعا ہے یہ موالی کی تصدق سے ائمہ کے

گل افشاں ہی کرم تیرا چمن میں دہر کے ہر جا
کہ جسکے فیض سے گھر گھر ہے دور ساغر صہبا
کہ جسکے فضل و بخشش کا جہاں میں ہے علم برپا
رکھے سایہ میں اپنے لطف کے تجھکو علی مولا

باب

نہیں کچھ زیب اے مہر سپہر سعادت اس میں
عیاں چندا پہ جو کچھ ہے نوازش بہ کرم فرما

ب

نہ گل سے ہی غرض تیرے نہ ہی گلزار سے مطلب
یہ دل دام نگہ میں ترک کے بس جا ہی الجھا ہے
بجز حق کے نہیں ہے غیر سے ہرگز توقع کچھ
نہ سمجھا ہمکو تو نے یار ایسی جان فشانی پر

رہا چشم نظر شبنم میں اپنے یار سے مطلب
بر آوے کسطرح اللہ اب خونخوار سے مطلب
مگر دنیا کے لوگوں میں مجھے ہی پیار سے مطلب
بھلا پاوینگے اے ناداں کسی ہتیار سے مطلب

نہ چندا کو طمع جنت کی نے خوف جہنم ہے
رکھے ہے دو جہاں میں حیدر کرار سے مطلب

ہو سکے ہے کب تری چہرہ کے ہمسر آفتاب
آکر سا ہے در پہ تیرے جبہہ سائی ہر سحر
جب کرے چہرہ کو اپنے وہ پری نقش و نگار
حسن کے شعلہ سے تیرے جبکہ ٹپکے ہے عرق

گو رکھے ہے نور کی خلعت کو دربر آفتاب
اسلیئے چشم خلائق کو ہے
ہر سحر لادے یہاں آئینہ دربر آفتاب
شرم سے بس ابر کے دامن میں چھپے ہے آفتاب

ڈر نہ ذرہ بھر بھی چندا ظلمت امکان سے
ہے تیرا حامی علی دو جگ کا مظہر آفتاب

ساقی ہے گرچہ بیشمار شراب
نہیں خوشتر سواے یار شراب

قتل پر کسی کے آج ہوتی ہے
رکھ کرم پر تیرے نظر مجرم
ان کو آنکھیں دکھا دے ٹک ساقی

توسن حسن پر سوار شراب
نوش کرتے ہین ہشیار شراب
چاہتے ہین جو بار بار شراب

یا علی حشر مین دو چندا کو
آب کوثر کی خوشگوار شراب

دل ہو گیا ہی غم سے ترے داغدار خوب
کب تک رہون حجاب مین محروم وصل سے
ساقی لگا کے برف مین مے کی صراحی لا
آیا نہ ایک دن بھی تو وعدہ پہ رات کو

پھولا ہے کیا ہی جوش سے یہ لالہ زار خوب
جی مین ہے کیجے پیار سے بوس و کنار خوب
آنکھون مین چھا رہا ہے نشہ کا خمار خوب
اچھا کیا سلوک تغافل شعار خوب

ایسی ہوا بندھی رہے چندا کی یا علیؑ
باصد بہار دیکھے جہان کی بہار خوب

شکو بغل مین تنگ تھا وہ بے حجاب خوب
شمشاد و سرو باغ مین کیا دنگ رہ گئے
ذرہ کی کیا مجال گلے مہر کے ملے
آگے تھے یکرفانہ پہ چڑھا کے ہم سے خوش

دیکھا ہون صبح آئینہ مین آب و تاب خوب
دیکھا جو اوس کا مصرع قد انتخاب خوب
بس ہے یہ ایک بوسہ لب بےحجاب خوب
کرنے لگے ہو اب تو سوال و جواب خوب

چندا جو دیکھے یا علیؑ کعبہ سے تا نجف
راہ خدا مین اوس سے نہین کچھ صواب خوب

سوتا ہے ساتھ اپنے وہ گلعذار ہر شب
شاید کہ میرے گھر مین وہ رشک ماہ آوے
پھر ہو گئی ہے مجھکو کس شعر کی ہے
خود صید ہو گئے ہین اب دام مین کسی کے

صد شکر دیکھتے ہین کیا کیا بہار ہر شب
رہتا ہون اسلئے مین امیدوار ہر شب
دل اندنون رہے ہے کچھ بیقرار ہر شب
کرتے تھے آپ باہم تازہ شکار ہر شب

باب ب — **پ**

میدان حشر مین تم حیدرا کے کام آنا
بس التجا ہے اتنی دلدل سوار ہر شب

تمہارے زلفون کے جیسے ہین پیچ وتاب مین سانپ
کسی نے دیکھے ہنین ایسے کالے خواب مین سانپ

جھلک عو زلف معنبر کی خواب مین دیکھی
بھرے ہین رات سے آن ڈھیر آب مین سانپ

نہین ہے زلف کی لٹ اوس رخ معرق پہ
یہ اوس چاٹنے نکلا ہے ماہتاب مین سانپ

اگر ہو چین جبین جام دے وہ بادہ گسار
ہزارون آوین نظر ساغر شراب مین سانپ

باب ب — **ت**

جناب شاہ نجف کا جو مارے دم حیدرا
ٹک ٹک کے رہے ہین کو اضطراب مین سانپ

آپ گردن تو ہلا دیتے ہین ہر بات کیوقت
یہ غضب ہے کہ مچل جاتے ہو پھر گھات کیوقت

آنکھ بھی پھڑکے ہے اور بھون بھی ہل جاتی ہے
اونکی چتون کو ذرا دیکھو اشارات کے وقت

چشم بد دور بھم ہوتے ہین کیسا کیا چلین
بلکہ الفت کی ترقی ہے ملاقات کے وقت

جابجا ہوتے ہین اہانت کے دن کو چرچے
تم جو چپ چاپ چپکے ہنین جا ہو رات کے وقت

کر کے حیدرا تو جبین سائی شہ مردان سے
مانگ لے دولت کونین عنایات کے وقت

بس ہے عقدہ کشائی کی نکیون ہر کار مین صورت
ملے ہے اسم اعظم کی جو میرے یار مین صورت

ہوا زیبا بدن گلگون تمہارا خلق جسدن سے
نہ دیکھا وہ زمانے مین کسی گلزار مین صورت

تصدق اسلئے ہون مین جواہر پوش کے پیکر
نظر آجاوے اوسکے دل کے نو سر ہار مین صورت

مین دیکھا تھا کئی بار ہین اس نادانکو چکر سے
کبھی آتی ہے وہ بھی ہر نگہ کی تار مین صورت

رہے حیدرا نہ کیون کر مرتضےٰ کے یاد مین ہر دم
اگر کچھ مخلصی کی ہے تو اس کردار مین صورت

بس ہجوم گل سے اپنی کیا خوش آئی ہے بسنت
باغ مین گلرو کے آگے رنگ لائی ہے بسنت

جوشش گل رو سے مجکو کب خوشی آئی ہے بہار
سیکش و بزر پوشش ہو جب تو کیا نازک خرام
جلوہ گر ہو یار جب بر مین کیا رنگین قبا

گرچہ رعنائی کا اپنے ساز لائی ہے بسنت
پہولسے تیرے لئے منڈ ویکو چھائی ہے بسنت
جسطرف کیجے نظر دہو مین مچائی ہے بسنت

سر کو اپنے کر تصدق آ کے بہہ مثل گدا
تیرے در پر یا علیؑ چندا لئے گائی ہے بسنت

تو نے لی شرط وفا مجہہ سے ادا صدر حمت
گر تجھے عار ہے ملنے سے مرے اے ظالم
سود و نقصان کی نہین مجکو غرض دنیا سے
غمزہ و ناز و ادا کر کے مرے دل کو لیا

دل مرا لے ہی لیا پھر ندیا صد رحمت
کیون گیا عقل کو تو ہم مجھسے جدا صد رحمت
مین رکھون بت تیری خوشی تو ہو خفا صد رحمت
اسلئے کرتا ہے بیدل یہ جفا صد رحمت

چندا جو کوئی ہے خدام جناب مولاؐ
اوسپہ ہے صبح و مسا نام خدا صد رحمت

روبرو کب ہو لب لعل کے تاب یاقوت
رخصت بوسہ دیا پان چبا کر ظالم
کر کے عاشق کے طرف چین بجبین دی گالی
پہونچی کی جب ترے آجائے ڈہلک پہونچی پر

نام سن جسکا اوتر جائی ہے آب یاقوت
اپنی قسمت مین مگر تھا یہ حجاب یاقوت
مثل نیلم کے ہوا رنگ خراب یاقوت
فندق دست سے ملتا ہے جواب یاقوت

یا علیؑ کیجئے فردوس مین چندا کو عطا
لعل کا قصر کہ ہووے جسمے باب یاقوت

گر رہے ایک جو کے دانے کے لئے جو ابتدا عقلت
رکھے ہے ہر پری پرواز مین سیر دو عالم کو
پری پر دلشہ بخشنے ہے نگاہ مست سے اپنے
بڑی حیرت ہے اونکی جو ہین تیر ہم نشینی مین

نپوچھو ہوش کی اوسکے ہو جسکی انتہا غفلت
کبھی تک صید دل ہو دام سے تیرے رہا غفلت
پریشان دل تھا اپنا اوسپہ زلفونکی جدا غفلت
یہ تیری یک نگہ نے دلپہ میری کی ہے کیا غفلت

کر واب فضل سے حیدا کو اپنی یا علی بخشش
رہے تا دور اوسکے دیدهٔ دل سے جدا غفلت

شیشهٔ دل کو دیا ہون تیرے ہات
چور یا ثابت ہو رکھ تو اپنے سات

کعبهٔ دل ہی سمجھ کر اپنا گھر
اے بت نامہربان رہ ایک رات

انتظار آخر ہوا اے گلعذار
غنچهٔ لب سے نہ کی پر تو نے بات

دو ہی دل ملنے مین تم گھبرا گئے
پھر خدا ہی جانے کب ہو ایسی گھات

روبرو حیدا کے ہووے کیا عجب
مشتری و زهره و پروین کو مات

اے حضرت دل کیجے نہ آہنگ خرابات
کچھ اندنون بگڑا ہے بہت رنگ خرابات

یون اوسکے مرے نشہ مین ہے صلح کا عالم
جسطرح کہ مستون مین رہے جنگ خرابات

انگور کا دانہ ہے ہر اک آبلهٔ پا
طے ہوتے ہین کس لطف سے فرسنگ خرابات

غش کھائے ہے جی سنتے ہی گھبرائے ہے دل بھی
بجتی ہے عجب لے سے نے و چنگ خرابات

یا ساقی کوثر یہی حیدا کی دعا ہے
یہ دور رہے اون سے جو ہے ننگ خرابات

صرف ہو گر عیش مین میری جوانی ہی عبث
گر نہووے تو بغل مین زندگانی ہی عبث

جان فشانی پر مری گو رحم آیا بعد عمر
گر نہو دل سے بظاہر مہربانی ہی عبث

آہ و نالہ پر مرے کیا داد دی ہے مہربان
وائے قسمت سنکے بولے قصہ خوانی ہی عبث

غیر سے ہوتا ہے کیون تو مختلط ہر بزم مین
گر یہی صورت ہے میری جانفشانی ہی عبث

بخشتا ہے ہر گدا کو تو دو عالم یا علی
در پہ کب حیدا کو تیرے پاسبانی ہی عبث

یکایک ہم سے تو بیدل ہوا ہی اسکا کیا باعث
مگر دل اپنا دے غیرون کو ہم پر ہو جفا باعث

نہ تھا گلرو سے یا غنچہ دہن سے کام گلشن میں
جفا کر ہمیں تجھکو بیدل گرچہ کیا حق نے
نہیں ہے کچھہ ہمارا نقصان گو غیروں سے ملتے

خرابہ جان و دل کا کیسے یہاں تھی صبا باعث
ولے ہوتی ہے تیرا کدم ہمسری تجھکو وفا باعث
نہیں ملتے ہو مجھ سے کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

ہمیں آل احمد ہے یقین حیدرا کو محشر میں
کہ ہو دین جرم بخشی کو علی مرتضی باعث

دل میں میرے پھر خیال آتا ہے آج
کیوں پڑا بیہوش اوٹھ ہاتف سے اب
سنگ رہ ہوں ایک ٹھوکر کے لئے
مشتری و زہرہ باہم سعد ہیں

کوئی دلبر بے مثال آتا ہے آج
ہے ندا صاحب جمال آتا ہے آج
لے تپہ وہ دامن سنبھال آتا ہے آج
اسلئے ابرو ہلال آتا ہے آج

تم سوا حیدرا کے دل میں یا علی
کس کی عظمت کا جلال آتا ہے آج

لطف سے گر تو بلاوے اپنے میخانہ کے بیچ
کب مٹائیں اشک داغ دلکو گلرو لا علاج
بے تکلف ہے مرا آئینہ رو تیرے سوا
عیش میں حیلہ جوا ہے نظر تالیف پہ

سب ہوس پوری ہوا ہی ایک پیمانہ کے بیچ
اب رہائی دل عاشق کی گل کھانے کے بیچ
بارہا کسکو میرے دلکے پریخانے کے بیچ
ہووے کب تسکین میری اپنے بہلانے کے بیچ

یا علی حیدرا کو ہے یہ مدعا اللہ سے
عیش ہووے روز و شب میرے سیہ خانے کے بیچ

آلا بالا نہ بتا ملنے میں ہر بات کے بیچ
کیمیا کیلئے ناحق یہ ہوس ہو خراب
عشق کی موج رکھے ہے کئی دریا یکبار
ماہر و سیح کو بنا غرق جو اخضر ہو کر

وعدہ کا کب ہے تحمل دل بیتاب کے بیچ
جو چمک عشق میں ہے کب ہے وہ سیماب کے بیچ
دل ناداں نہ پڑھ دیکھیو گرداب کے بیچ
سیر دریا کا کرے سینے شب تاب کے بیچ

دل سے آنکھون سے ہے حیدر بجناب مولا
سر سے تاپا ہے مقصر سبھی آداب کے بیچ

مرغ دل پہنس گیا ہے زلف سیہ فام کے بیچ
بزم مے مین سبھی سرشار ہین ساقی دے مجھے
کیون کیا مجھ سے کیا وصل کا وعدہ ظالم

کوئی صورت ہے رہائی کی نہ اس دام کے بیچ
تیرے پینے سے جو باقی ہو الش جام کے بیچ
تجھکو مین صبح و مسا دیکھتا ہون کام کے بیچ

یا علی تم سے ہے حیدر کو یہہ امید قوی
دین و دنیا مین رہے لطف سے آرام کے بیچ

ہی عاشق ہین زعم ہر اک کو وفا کے بیچ
پہنچائی آہ لونے مجھے زلف یار کی
ہو دو جہان سیاہ ہے ہین ذرہ تجھکو رحم
اغیار سے نظر ہی کرے ہے تو یار پر

ثابت قدم ہو کم کوئی تیرے جفا کے بیچ
یہہ اندنون غبار ہے میرے صبا کے بیچ
یہہ میرا صبر دیکھہ ہون تیری رضا کے بیچ
دکھلا نہ اب لطف کسی آشنا کے بیچ

یہہ ہی مراد و مقصد و مطلب ہے یا علیؑ
حیدر یہہ لطف ورحم ہو ہر دو سرا کے بیچ

حق نے وہ صفحۂ امکان پہ کیا یار کی طرح
رہتے ہین درپئے ایذا وہ ہر اک وقت مرے
زہد و تقوی ہوے رخصت کہ مین بیہوش ہوا
کیون طبیب اب نہین کرتا ہے علاج دل ریش

جس نے دیکھا سو بنا صورت دیوار کی طرح
دل مین ساکن ہین ہمارے وہ ستمگار کی طرح
کچہہ جھمی آنکھون مین یہ طرح وہ میخوار کی طرح
کیا خوشی آئی ہے تیرے جی مین بیمار کی طرح

ہووے حیدر ابھی وہ روضہ کے تصدق پادشاہ
روز و شب شمس و قمر جسپہ ہین زد و آمد کی طرح

آج کرتا ہے لباس اپنا بت گلفام سرخ
ہر سحر لازم ضرور ہے عشق مین اوس ترک کے

ہے دوگانہ شکر کا عاشق کا ہوا انجام سرخ
ہو مبادا خون ناحق سے نہ کوئی شام سرخ

شاخ گل میں کب ادا ہے وہ چمن کی ساقیا
خوشنما جیسا ہے تیرے ہاتھ میں یہ جام سرخ

مرغ دل اپنا بھی نازک اسقدر ہے کب پھنسے
جب تلک ہووے رگ گلشن نہ بلبل دام سرخ

یاعلی چندا کا ہووے صفحۂ دنیا پہ نقش
جس قدر شاہوں کا قایم ہے نگین بر نام سرخ

نہیں ملتا نہ مل بہر خدا رخ
دکھا ٹک ہو فنا جادو ادا رخ

کیا جلوہ میں حیران اک عالم
فقط میرا نہیں یہ دل ربا رخ

نہ پوچھو انتہا کی کوئی اوسکے
خدائی کا ہوا جو ابتدا رخ

اگر گلرو نہیں ملتا ہے کھل کر
بھلا تو مت چھپا مجھسے صبا رخ

غرض چندا کو ہے کیا کشش جب سے
دکھا دے اب نجف کا مرتضی رخ

مجھپر نہ کیوں رہے تری ترچھی نگاہ شوخ
اور دن سے کب کیا ہے بھلا تو نباہ شوخ

کب بوالہوس کو عشق میں منزل ہو جسم کی
ہے جادۂ نگاہ سے آہو کی راہ شوخ

دونوں طرح میں یاد اوسے دلبری کے ڈھب
محبوب ہم سے خواہ رہے یار خواہ شوخ

کسری کی سی لیکے آج تلک چشم دہر میں
دیکھا نہ تجھسا اور کوئی اہل جاہ شوخ

گردن فراز کیوں نہ ہو چندا کی یاعلی
ہے سر پہ اوسکے لطف کی تیرے کلاہ شوخ

ہوے حجاب میں اب تک تھے ہم گستاخ
خدا کے واسطے ہم سے نہ ہو صنم گستاخ

چھپایا راز محبت کو دل میں پر ہیہات
کرے ہے نام مرا بد یہ چشم نم گستاخ

جو آوے جبین سو کھلے میں ہوں وہ اپنے پیارے
رہوں ہزار حضوری میں پر رہوں کم گستاخ

کہا گلے سے لگا لے تو التفات نہیں
کہے ہے تسپہ مجھے کیوں تو دمبدم گستاخ

یہی امید ہے چندا کو خوب دیوان میں

رکھے ہمیشہ ترا یا علیؑ کرم گستاخ

ترے کوچہ سے جب آتی ہوئی دیکھا صبا بیخود
گرا جا کر وہیں قدموں پہ اوسکے سر جھکا بیخود

مجھے محروم رکھیو ہرگز نہ اپنے لطف سے پیارے
ازل سے میں ہوں جان و دل سے تیرا مبتلا بیخود

تصدق نام پر تیرے کہو وہ ہیں سبھی لیکن
کسی نے عشق پنہاں ترے نہیں چھپا سنا بیخود

گیا تھا وہ قدم رنجہ کسی دن باغ میں اتک
ہم گل سرنگوں ہیں سرو بھی ہیچ کر رہا بیخود

مجھے دو خسروئی دو جہاں میں اپنی بخشش سے
سدا مولا سے چندا مانگتی ہے یہ دعا بیخود

کچھ دل اگر سے صیاد کو اللہ جو میرا صید
گردوں میں سبھی دام سے یکدم ہیں یا صید

اب مژدہ بہار آنے کا سنتے ہی قفس میں
تڑپا یہ کہ کچھ بال و پر اپنے نہ رکھا صید

کیا دام میں گیسو کے پھنسا ہے دل دانا
یوں مفت گرفتار اجل آ کے ہوا صید

دیکھے سے ہوا تیرے نہ پھر آنکھ کسیکو
اس آہوے دل کو مرے تو نے کیا صید

تم سے یہ توقع مرے مولا ہے جہاں میں
چندا کرے اعدا کے تئیں اپنے سدا صید

اگر ہو کچھ بھی میری آہ کارگر صیاد
رہے نہ دل میں ترے ظلم کا اثر صیاد

میں اپنے آپ سے دام میں پھنسا لیکن
تری کمان تھی مرے صید پر نظر صیاد

ازل سے مرغ دل اپنا ہوا ہے صید ترا
کبھی تو ہو لے سے کر اسطرف گذر صیاد

تڑپ کے جان تو یوں دے رہا ہے ترا صید
جیئے گا اور کوئی دم جو لے خبر صیاد

یہ مدعا ہے مرا تم سے یا علیؑ ہو قبول
عدو کی شام یہ چندا کی ہو سحر صیاد

کریگا جو گلی میں اوسکے تو اپنا گذر قاصد
سوائے آہ کے کچھ نہ میرا حال سر قاصد

لکھا اوسکے لئے خون جگر سے نامہ رنگین
کہ دل پھر لکھیں پر جسم کے ہووے اثر قاصد

کہان یاد ہین خبر دل کی کراماً کاتبین حق سے
جو پوچھے ہجر کی حالت مری وہ ہو فنا ہنس کر

رسائی غیر کی کب ہو ہو جب تک نظر قاصد
تصدق ہو کے کھہ با آہ سرد و چشم تر قاصد

برائے مدعا چندا کا یا شاہ نجف جلدی
بھیہ کرنا عرض حشمت آستان پر سر کو دھر قاصد

بتا دیگا ہمارے دل کا جو کوئی عیان مقصد
کبھی اے غنچہ لب چشم نرگس اسطرف بھی تو
جو ہووے روبرو اوسکے مری تصویر بھی شاید
اوٹھایا کب کوئی پیر فلک سے فائدہ اتنک

کرین ہم اوس سے اسرار خفی کا بھی بیان مقصد
نظر کیجو کہ ہو وے ہمارا گلستان مقصد
لب خاموش سے اپنے کرے کل کچھ بیان مقصد
دہی دے داد بھی الفت کی جو ہووے جوان مقصد

ازل سے یا علی ہین تصنے بخیر فرزند اہو لن ہین
سرا کس کعبہ دل سے چندا کو ہے تیرا آستان مقصد

گرچہ گل کی سیج ہو بستر بھی اوڑ جاتی ہے نیند
دیکھ سکتا ہی نہین آنکھون سے تک آنکھین ہٹا
جب سے ہے مژگان ہو در پر ترے جاروب کش
دھیان مین گلرو کے چین آتا نہین افسانہ گو

سر رکھون قدمو نپہ جب تک مجھے آتی ہے نیند
منتظر ہے مثل نرگس تیرے شرماتی ہے نیند
روبرو جب سے مری آنکھون کے ٹل جاتی ہے نیند
اے صبا سے گاہ بوسے یار بھلاتی ہے نیند

اشک تو اسکے بہے چندا کہ چشم خلق سے
قرۃ العین علی کے غم مین بہ جاتی ہے نیند

گر لکھون چشم کی شوخی ہو پر افشان کاغذ
درد دل کو کبھی تحریر کرون حرف بحرف
گر تجھے میری ہے خواہش تو لو لگا اس شرط
نامہ بر لون تری راہ مین ملتمس بچشم

وصف مین رخ کے ترے ہووے گلستان کاغذ
سیل مین اشک کے ہو کشتی طوفان کاغذ
تو کھے راست کہ دیتا ہون مین پیمان کاغذ
دلوے جس طرح سے ہدہد کو سلیمان کاغذ

یا علی خط کنیزی ہے جو چندا نے لکھا

ہو وسے زوار نجف ہے یہ نمایان کاغذ

روک کو یہہ نگہ یار کے ہے قاتل تعویذ
اسطرح یار کا نامہ ہے برابر دل کے
نقش سینہ مین اب خون جگر سے کر نقش
جیسے الماس جگر خار یہہ لگن مین سجا

اپنے بازو مین تو رکھہ کر کے مرا دل تعویذ
کام آویگا یہ کسیدن دم مشکل تعویذ
تجھکو گر دیتا ہون جو لیتا ہے حامل تعویذ
دیکھے ہے یار کے سر پہ سبھی محفل تعویذ

مجھکو خواہش ہین حیدر آ حیدر جامع سے
دل پہ ہے حب علیؑ کا مسرے کو حامل تعویذ

آئینہ سکندر کا نہین دل کے برابر
سو بار سنا ہن بھی جمشید کا ہم نے
پرویز کو نسبت نہین فرہاد سے شیرین
کب طوطی تصویر ہوا طوطی گویا

ظالم نہ سمجھنا کہ ہے یہ سل کے برابر
لیکن نہین دیکھا تری محفل کے برابر
ناقص نہین ہوتا کبھی کامل کے برابر
جاہل کو نہ اعزاز ہو کامل کے برابر

ہان بندگی شاہ نجف خوب ہے حیدر آ
ہے شاہ کوئی اوس شہ عادل کے برابر

ہے خبر باغبان گلشن مین آتی ہے بہار
یہ کہان طاقت ترے رخ کے برابر ہو سکے
کون ہے گم گشتہ اب دیوانہ عجب فصل مین
منتظر ہے چشم عالم مثل نرگس ہر طرف

دیکھئے کس پر لگا تازہ لاتی ہے بہار
گرچہ کہنے کو صدا جوبن دکھاتی ہے بہار
کھوج کو سبکے چراغ گل لے آتی ہے بہار
دیکھین کسکا اب چمن مین دل جلاتی ہے بہار

مثل بلبل جو اوسے دیکھے غزلخوان کیون نہ ہو
یا علی حیدر ترے گلشن سے پاتی ہے بہار

گرچہ قدمون سے ترے ظاہر مین ہون ہر چند دور
رنگ و بو پرواز مین کیون ہے گلون سے عندلیب

جان و دل سے ہون تصور مین مگر تیرے حضور
کیا کسی شاہ سرانداز چمن کا ہے ظہور

یا رہین کس پر جفا برق تجلّی کے ہون ہین
جس نے کی تحقیق ہر دم چشم دل سے یار کی

اشک سے میرے گھٹا ہے سخت باران کا وفور
مرد حق ہین اس جہان ہین ہے وہی صاحب شعور

فخر و ہرگز نہ ہو حیدا کسی سے دھر مین
یہ جناب مرتضیٰ کی ہے کنیزی کا غرور

عنبرین خط سے مرے خورشید مت ہوتا دوچار
ہے صراحی غنچہ ساغر گل ہے صحن باغ مین
گرچہ عالیقدر ہے وہ بیمثال اس دہر مین
گلبدن غنچہ دہن وہ سرو قد یک بار بھی

خال سے تیرے خجل ہے نافہ مشک تتار
یار ساقی ہو برستا ہو دے ابر نو بہار
پر خدا آغوش مین لادے ہمارا ایکبار
خوشخرام آوے ادہر کو جی کرون اپنا نثار

کیون نہ ہو تسخیر کشور مالک سیف و قلم
ہے مدد گو دھر مین حیدا کے شاہ ذوالفقار

ساقی دے مجھکو جام مئے ارغوان بھر
خالی متاع حسن سے ہون چشم منتظر
جی تو تڑپ چلا ہے یہ بیچا ہون دوستو
شاہ و گدا تو دنگ ہوئے رقص پر سرے

ہر تن مین مردہ دل مرا تو اسمین جان بھر
اور مفت ہی مین آ ئنے لے ہون دوکان بھر
ملنے کا اوسکے مژدہ ابھی دے جو کان بھر
عاشق ہے ہیجان نئی لئے سے تان بھر

حیدا کو بھی امید ہے یا مرتضیٰ علیؑ
صدقے مین دے حسینؑ کے موتی سے خوان بھر

ہے کہان غیرون کو تیری دلربائی کی خبر
کعبۂ دل توڑ کر کرتے نہ ہم تجانہ اب
واہ کیا قسمت ہے سیری جانفشانی پر تجھے
بال و پر ہم نے لگا لے آشیان سے دام مین

جس سے سنتا ہون ہے تیری خود نمائی کی خبر
ہوتی گر ہم کو صنم کے بیوفائی کی خبر
دی رقیب روسیہ نے نارسائی کی خبر
ہمصفیر دیر ہین اتک رہائی کی خبر

حضرت آدم سے حیدا حشر تک مشہور ہے

بس جناب مرتضیٰ کے رہنمائی کی خبر

جب ہوا صحن چمن مین خسرو گل کا گذار
سنکے یہہ آواز خوش قول نے کہا مجھسے کہ اوٹھ
الغرض پہونچا ہے اوس جشن فریدون فرلنگ
دہ نتیجہ ہے کئے خسرو کا جس کے روبرو

عندلیبون مین ہوئے ہر سمت سے مجرا لکار
چل بسنتی پوشش ہو کر تو بھی اب دیکھین بہار
مسند آرا اس جگہہ دیکھا امیر نامدار
رعیت سے نام سخاوت کے لے نہ حاتم زینہار

دعا حیدرا کا ہے یہہ اب ارسطو جاہ سے
فیل و زر بخشش تو کی جاگیر کا بھی ہوشیار

کب ہے طریق عشق مین رہبر کا غم ہنوز
انکار تجھکو قتل سے میرے ہی تھا مگر
غیرون کو چشم رحم سے دیکھے ہے بزم مین
کیا کیا رکھا تھا چشم توقع نہ یار سے

ہے چشم رہنما سے مجھے نقش قدم ہنوز
شکر خدا اوٹھا کا رہا خون جسم ہنوز
آہو نژاد کو ہے فقط مجھہ سے رم ہنوز
اب تک ہوا نہ راست وہ ابرو کا خم ہنوز

حیدرا کو حب آل عبا جوش پر ہے یون
ہو جسقدر زیادہ وہ سمجھے ہے کم ہنوز

نہین کنج قفس مین رنج کچھہ صیاد سے ہرگز
کیا اوسکے لئے ہون ضبط آہ و نالہ فرقت مین
کرین چاک قفس انسان طور سے فصل مین گل کے
بنایا یار کی صورت کو وہ نقاش قدرت نے

نہ بھولے اتنا وہ ظالم پر اپنی یاد سے ہرگز
نہ وہ شکوہ کرے ظاہر مری فریاد سے ہرگز
سناؤ مت اسیرون کو خبر آزاد سے ہرگز
کھنچے نقشہ نہ ایسا مانی و بہزاد سے ہرگز

توقع ہے یہی حیدرا کو ہر دم دین و دنیا مین
نہین ہوئیگی یا مولا تجھے امداد سے ہرگز

سج کے اس طرح سے نکلا وہ طرحدار کہ بس
کوہکن پر بھی کیا جور مگر شیرین نے

جان و دل ہو ہی گیا دیکھہ گرفتار کہ بس
تو نے اس طرح کیا ہے مجھے بیزار کہ بس

ماہرو خواب مین بھی کب نظر آیا مجھکو
ہین جفاکار دل آزار ہزارون لیکن

شب ہجران مین رہا یون دل بیدار کہ بس
چشم عالم نے نہ دیکھا یہ ستمگار کہ بس

مجھسے ہوتی نہین کچھہ حاضر و غایب تعریف
ہین مددگار مرے یون حیدر کرار کہ بس

ملایا کرتو اوسکے انکھڑیون سے آنکھہ کم نرگس
مقابل اب ہوا چاہے اوسکے چشم شہلا کے
نظارہ کو وہ گلرو سرمگین آنکھون سے آتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ رنگ چمن ایجاد عالم مین

نکریون دیدہ و دانستہ اپنے پر ستم نرگس
نہین رکھتی ہے آنکھون مین کچھہ اپنے نم نرگس
نظر آتا نہین رہوے چمن کا کچھہ سر دم نرگس
کیا چاک گریبان گل نے بے سبب قلم نرگس

یہ دو آنکھین تو کیا ہون چار جیدا کو خواہش ہے
جناب مرتضیٰ مین ہوئے علی سر تا قدم نرگس

کسی کو رتبہ جم کی کسی کو جام کی خواہش
کیا ہے دیر چھلے ہی قدم مین کعبہ دل کو
خراش سینہ ہو لیکن نگین کی طرح دنیا مین
سوائے بندگی رب مجھے نہین کچھہ مطلب دل ہے

مجھے ہے آستان بوسی سے صبح و شام کی خواہش
خدا جانے کہ کیا کرتی ہے اصنام کی خواہش
نہ روشن روئے سیاہی کے سوا ہو نام کی خواہش
غرض اکرام سے مجھکو نہ ہے انعام کی خواہش

کوئی طالب کسی شے کا ہو لیکن دل کو جیدا کے
جناب مرتضیٰ سے ہے سدا آرام کی خواہش

بلبل کو ہو بہار مین گلزار کی تلاش
ٹکڑے دل و جگر کو کیا جس نے بارہا
کب نام گل ہے وادی الفت مین اسلیئے
دیتا ہے پیچ و تاب مجھے دل پر خبر نہین

لیکن مجھے سدا ہے مرے یار کی تلاش
ہے مجھکو اب تلک اوسی خونخوار کی تلاش
ہے پائے رہروان کو سر خار کی تلاش
کس مو کمر کے زلف کی ہے تار کی تلاش

گنج کرم سے بخشئے مولا کچھہ اس قدر

چندا کو ہونہ پھر کسی زردار کی تلاش

دور شراب سرخ ہے یہان صبح و شام رقص
حق نے کیا ہے یار کو بس میرے بیٹھ کر
تسخیر وحش و طیر تو کیا خاص و عام تک
گر چھوڑ بزم غیر کو آجائے یہان ملک

دیکھی کبھی تو یار یہ مجلس تمام رقص
جس جا ئے دیکھتا ہون نظر مین ہے عام رقص
رکھتا ہے سبکے حق مین ترا حکم دام رقص
دکھلا دُن تجھکو ایسا ہی جسکا ہے نام رقص

دونون جہان مین کیون نکرے قنبر یا علیؑ
چندا کو تیرے در کا ملے ہے مدام رقص

سوا تیرے ہین رکھتا کسی سے مدعا مخلص
غرور اب جانفشانی کا ہے مجھکو غیر کی لیکن
سمجھے منظور ہے ہر آن مین خاطر رقیبون کی
ہون دل سے والہ و شیدا ادا و ناز کا کشتہ

جو تو سمجھے نہ سمجھے ہے یہ تیرا جان فدا مخلص
نہ دیکھے گا جہان مین ہم سا کوئی با وفا مخلص
بلا کو ہے غرض تیری رہے خوش یا خفا مخلص
جلاؤ یا کہ مارو ہون قدیمی آپ کا مخلص

جناب پاک سے تیرے ہی چندا کو مطلب ہے
سمجھہ اپنے موالی کا مجھے مشکل کشا مخلص

مشک سے مطلب ہمین اوسکو نہ عنبر سے غرض
بزم مین تیر جیسا چلے ہے جو عیش سے
ہے عجب اس بزم مین وہ ہووے گرم گفتگو
دولت و دنیا ملے لیکن پری رخسار کے

ہی جسے صبح و مسا گیسوئے دلبر سے غرض
برہمن یان بس ہے اپنے دیدۂ تر سے غرض
شمع کے مانند جسکو تار ہے سر سے غرض
ہے تصدق عشق کے گنج گوہر سے غرض

جسکو تو چاہے اوسے سب چاہین چندا کو سدا
ظاہر و باطن مین ہے مولائے مظہر سے غرض

رکھتے مین مرے اشک سے یہ دیدۂ تر فیض
پھر عجب کیا ہے کرے مجھکو کرم سے

دامن مین لیا اپنے ہے دریائے گہر فیض
رکھتی ہے دو عالم یہ تری ایک نظر فیض

اک جام پہ بخشے ہے یہان رتبۂ جم کو
کسکی نگہ مست رکھتی ہے خم فیض

محروم ہین کوئی ترے خوان کرم سے
ہے حصر خدائی کا ہی سب تجھپہ مگر فیض

چندا ہے پرتو سے ترے یا علیؑ روشن
خورشید کو ہے در سے ترے شام و سحر فیض

جب سے ہے دلکو مرے اوس سم ایجاد سے ربط
تب سے رہوے ہے سدا نالہ و فریاد سے ربط

خار آنکھون مین ترے ہم ہی رہے رشک چمن
بلبل و گل سے رہا قمری و شمشاد سے ربط

متحد عاشق و معشوق ہین باطن مین بہم
ظاہر اگو کہ نہ تھا شیرین کو فرہاد سے ربط

حال دل عرض کرون دل مین تھا اوسکے آگے
مرگ نے دی نہین مہلت جو ہو جلاد سے ربط

ہو سکے کب جو اوٹھاوے وہ کسی کی منت
بس ہے چندا کو علیؑ تیرے ہی امداد سے ربط

گر دل نگاہ ناوک جانان کی احتیاط
لازم ہے میزبان کو مہمان کی احتیاط

غیرت نے میری چشم سے آنسو کو رہ نہ دی
ہوتی ہے پاسبان کو زندان کی احتیاط

دا شد کہان ہو غنچۂ خاطر رقیب سے
گلچین سے ہو سکے نہ گلستان کی احتیاط

دیکھا ہے جب سے اوس بت کافر کو ہے یہ حال
کرنی پڑی ہے شیخ کو ایمان کی احتیاط

ہے گلشن سخن مین ترے ہاتھ یا علیؑ
چندا اسی عندلیب غزلخوان کی احتیاط

مجھے ہے آئینہ رو میری گر صفا ملحوظ
نہ رکھ غبار دل آشنا سدا ملحوظ

جو اختلاط تو غیرون سے روز کرتا ہے
مگر ہے صبح و مسا مجھپہ کچھ جفا ملحوظ

اگرچہ جان سے اپنے ہون سبطرح حاضر
گردن مین کیا ترے دل مین نہین وفا ملحوظ

جلا گئے بزم مین پروانے سوزبان سے شمع
جلے ہے تجھپہ ہوا کچھ نہ مدعا ملحوظ

بچھ جائے گی ہر منہ سے چندا سدا کنیزی مین

خدا کرے کہ رکھے تجھ کو مرتضیٰ محفوظ

رہے رقیب سے باہم وہ سیمبر محفوظ — ہوا نہ آہ کا اپنے کبھی اثر محفوظ
دریغ چشم کرم سے نہ رکھ کہ اے ظالم — کرے ہے دلکو مرے تیری یک نظر محفوظ
نہ بار بار ہوس ہو نہ بات کی مجھکو — رکھے جو ایک ہی آہ مین لشکر محفوظ
تماشا ایک خدائی کا ہم دکھاتے ہین — تو کیجی بندہ نوازی اے ہوے ہو گر محفوظ

یہی دعا ہے کہ حیدا کا دل علیٔ ولی
ترے کرم سے رہے شام اور سحر محفوظ

جب مقابل شعلہ رو کے بزم مین آتی ہے شمع — مثل پروانے کے ہو بیتاب جل جاتی ہے شمع
حسن کی شہرت کو تیری سن کے اے خورشید رو — گھٹنے سے باد صبا کے سخت شرماتی ہے شمع
چشم تر اور جان بلب ہے ماہ رو کے عشق مین — دیکھیے وقت سحر اب جان سے جاتی ہے شمع
کھول محفل مین ان زلفون کو پیارے رات کو — دیکھ کر مار سیہ کو جی سے گھبراتی ہے شمع

چاہیے کونین مین دست حمایت یا علیؑ
ساتھ حیدا اپنے لے ایمان کی آتی ہے شمع

ہنسی سے مجھکو طبیب اب تو نکر یار کے منع — سنتے مین حق مین یہ پرہیز ہے بیمار کے منع
خوبیٔ ناز سراپا ہے عجب شئی زاہد — کیون تو اٹکھیلی کو کرتا ہے طرحدار کے منع
دے جزا اوسکو خدا حشر کی فصل گل مین — جو کرے ذبح کو اس صید گرفتار کے منع
بعد یک عمر کے ساقی نے الست مجھکو دی — مت تو لینے سے کرا ساغر سرشار کے منع

آرزو ہے یہی حیدا کو محب مولا
دیکھنے سے نکرے تا کسی زوار کے منع

کرتا ہے مجھکو دیکھکے کیون جستجوئے تیغ — ہے سر مرا جا لگت آب جوئے تیغ
زخم جگر کی اوس سے نہ رکھ چشم التیام — سیف زبان پہ جھکے ہے گفتگوئے تیغ

کل زور تھا سر اصف عشاق مین ترے
ہووے ابھی تڑپ سے رہا بسملون کا جی

قد ہو نہ ربرکھے تھا کوئی روبروے تیغ
بار دگر لگا لے جو تو آرزوے تیغ

چندا کے خیرخواہ کو عزت ہو یا علی
اوس کا سدا رہے سر بدخواہ سوے تیغ

کھینچے ہے جس یہ تیغ کو تو گھات کی طرف
کیا تجھ سے سوز دل کہون اپنا برنگ شمع
باطن مین دلکو گو کہ جلایا ہے تو نے آہ
مجھکو بہار باغ سے کیا کام عندلیب

لائے وہ نذر سر کو ترے ہاتھہ کی طرف
کہتا ہے دیکھہ دیکھہ کے دل رات کی طرف
ظاہر کی تو نظر ہو مدارات کی طرف
دل ہے وہ گلبدن کے ملاقات کی طرف

بے شک وریب یا علیؑ ہر ایک جان سے
چندا کو بس ہے تیرے عنایات کی طرف

کیون نہو دل اندلون مین بلبل زار نجف
دولت کونین ہو جائے فراہم آن مین
اوس موالی کو نہو پھر خواہش باغ بہشت
خلق کی ہے کاربرآری اوسکی ذات سے

ہے مری مد نظر مین صحن گلزار نجف
باریابی ہو مجھے جو دم بدربار نجف
جان و دل سے جو کوئی ہووے طلبگار نجف
کون ہے وہ جو نہین محتاج سرکار نجف

گو سراپا تو ہے غرق بحر عصیان خوف سے
بس حمایت کو تری چندا ہے سالار نجف

ہر رنگ سے ہزار جھلک گو دکھائے برق
باہر جو نکلے برقع سے وہ روے آتشین
گرمی نہین ہے آنکھہ لڑانے مین کچھہ فقط
چشم پرآب و آہ شرربار سے ہے کام

چشمک کا لطف یار کے ہرگز نہ پائے برق
چادر مین ابر کے وہین منہ کو چھپائے برق
جیتون بھی اوس نہو کے کی ہے آشنائے برق
خواہش نہ ابر کی ہے مجھے نے ہوائے برق

گرمی وہ ہووے حسن مین چندا کے یا علی

جلوہ کو اوسکے دیکھ کے بس لوٹ جائے برق

سال گذرے ہین کہ در پردہ ہے ماہ معشوق
ترک کب ہوتا ہے تنہا کہ سدا رستے ہین
آہ پُر زور نے کھولی نہ گرہ طالع کی
دیکھئے تو وہ ستمگر سے دکھاوے اللہ

ڈھونڈھتے ہیں کونسی آنکھون سے نگاہ معشوق
غمزہ و ناز و ادا عشوہ سپاہ معشوق
مجھسے دل تنگ ہو ملتا ہے جو شاہ معشوق
اب گذر جان سے روکا ہون مین راہ معشوق

کب بھہ وصاف ہے چندا تری اے شاہ نجف
پرورش تجھسے ہے عاشق کی نباہ معشوق

وہ یون دستار پرا بنے ہے طفل تند خو عاشق
مری نازک مزاجی کی نہین رکھتا خبر ہرگز
خوشی خوبون کی ہے عاشق کی رسوائی مین کچھہ ورنہ
ہنون کیون بلبل رضوان جنت تیرے شیدائی

کہ ہو سکتا نہین جز آئینہ کے روبرو عاشق
وہ سنگین دل نہین ممکن کہ سکا ہو کبھو عاشق
کرے تار نظر سے خاک کو دل کے رفو عاشق
کہ تجھہ پر ہے مرے گلرو ترا ہی رنگ و بو عاشق

ہو سو جان سے تجھپر تصدق یا علیؑ کیونکر
بدل ہے نام پر چندا ترے بے گفتگو عاشق

تجھہ بغیر آنکھون مین میری شب ہوا یون خواب ق
سرسری ہرگز سمجھہ مت دل جلون کی اپنی آہ
ہجر کے غم کی گھٹا دل پر مرے یون دیکھہ کر
ایک ہی شعلے مین بن جائے پانی ہو کہ گھل

ڈر سے بادل نے لیا پہلو مین اپنے داب ق
جسکی گرمی سے سدا ڈالے ہے بر خود آب ق
آنکھہ سے اپنے سدا ٹپکائے خوناب ق
عشق کی آتش کے گر ہمسر ہو تیغ و شتاب ق

گرم رو ہے یہ دل چندا نجف کو یا علیؑ
جسکی حسرت سے پھرے ہے چرخ پر بیتاب برق

آیا نہین ہے خواب مین بھی یار اب تلک
مست بتکدہ مین مست ہین ہر ایک تجھہ سوا

مین منتظر ہمیشہ دیدۂ بیدار اب تلک
دیکھا نہ ایسے دور مین ہشیار اب تلک

شربت سے اپنے وصل کے گر ایک تیر دم
دیکھا رقیب ساتھ تھا گرد کے تب سے آہ

یہ جان لب پہ ہے تشنۂ دیدار اب تلک
کھٹکے ہے دل میں وہی مرے خار اب تلک

بولینگے لوگ ساقی کوثر سے حشر میں +
چیندا مئی ولا سے ہے سرشار اب تلک

ہمرہ تھا رات طالع بیدار یہاں تلک
کب اوٹھ سکے سوائے عصا کے زمین سے
ٹکڑے دل و جگر تو کیا پر یہی ہے عرض
شبنم سے کچھ غرض نہیں چشم امید کو

آیا تھا اپنے گھر سے مرا یار یہاں تلک
نرگس ہے تیری چشم کی بیمار یہاں تلک
پھر آئے وہ کبھی تو ستمگار یہاں تلک
ہے تازہ میرے اشک سے گلزار یہاں تلک

چیندا دماغ جائے فلک پر سنے سے نام
دل میرا ہے علیؑ کا طلبگار یہاں تلک

ساغر سے لگے چشم کے پیکر شراب دل
تیرے نگاہ گرم سے ساقی نہیں ہے کچھ
سرکو میں اپنے نذر کیا بات کے لئے
ٹھہری ہے جب سے آنکھ مری سبز رخ پر آہ

پھرتا ہے بیخودانہ سامست و خراب دل
اوس شعلہ رو سے جل کے ہوا ہے کباب دل
اسیر بھی تیرا مجھسے نہیں بے حجاب دل
تڑپے ہے جان ادھر ہے پر اضطراب دل

چیندا کی ہے یہ عرض کہ دونوں جہان مین
اپنے طرف ہی رکھیو مرا بوتراب دل

تیری تو عندلیب غرض ہے بہار گل
دیکھا چمن میں واسطے بلبل کے جابجا
اوس غنچہ لب کے یاد میں اشک گھر مرے
آنکھوں میں عندلیب کے خوشتر ہے ہر کلی

تو دیکھ میرے یار کو کب ہو دو چار گل
ہرگز نہیں رقیب سوا کوئے خار گل
شبنم کیطرح ہوتے ہیں ہر دم نثار گل
کب نقش پا کے سامنے ہے افتخار گل

چیندا نہووے کیوں ترے قربان یا علیؑ

تو جان عندلیب ہے تو اعتبار گل

ہو تری عمر خضر با جمال
رشتہ تار دم مسیحا ہو
پنجتن تجہ پہ ہوں کرم گستر
شش جہت میں ہے شہرہ بخشش

یوں ہی تیری گرہ ہو سال بسال
ہو مبارک تجھے یہ فرخ فال
اور اللہ کا رہے افضال
کہاں حاتم ہیں ایسے تھے افعال

عرض سرکار مرتضیٰ میں یہ ہے
پائے دو نو جہاں کا حیدا مال

ملتے ہیں توقع یہ ترے غیر سے کم ہم
پرواز کی امید ہے گو مرغ قفس کو
جوں شمع تری یک نگہہ گرم سے ظالم
یہاں سلطنت کرنے کی ہے ساقی کسے پروا

رکھتے ہیں ترے دور میں یہ چشم کرم ہم
ہرگز بھوں صیاد ترے دام سے رم ہم
رہتے ہیں یہاں عمر سے بادیدۂ نم ہم
پینے سے ترے جام الست کے ہوئے جم ہم

معروضہ یہ حیدا کا ہے اب شاہ نجف سے
دیکھیں نہ کبھی گردش افلاک سے غم ہم

چمن سے کیوں اڑ ری اس آہ دلکو دیکھکر شبنم
اگر بلبل ترے معشوق کی عاشق بہن ہے وہ
نہ ہمکو حسن گلچین سے نہ تجھکو گل سے راحت ہے
ہماری آہ کی تاثیر یہاں ہووے گلشن سے

کہ ہم بھی اشک ریزی میں ہیں تیرے ہم اثر شبنم
گذر پھر کس لئے کرتی ہے گل پر ہر سحر شبنم
محبت سے ہی ہم گزرے ہیں تو بھی در گذر شبنم
اوڑے ہے رنگ سے گل کے لگا کر بال و پر شبنم

تصدق جان و دل سے دین سے ایمان سے اپنے
ہے حیدا اپنے مولا کی تو ہو خورشید پر شبنم

عشق میں ننگ سے مطلب ہے نہ ہے نام سے کام
جب سے زلفوں میں تیرے یار گرفتار ہوا

کچھ کسے کوئی سدا اپنے ہمیں کام سے کام
طائر دل کو ہمارے نہ رہا دام سے کام

منعچو عارض ولب کا جسے حسن کا ہو اوسے
پھر زلیخا نے سنی یوسف مصری کی نہ بات

پھر کہو کیونکہ رہے شیشہ سے اور جام سے کام
نازنین اسکو پڑا ترے جو دشنام سے کام

رکھے چنداؔ نہ کبھی قیصر و خاقان سے غرض
کیونکہ اوسکو شہ مردان کے ہے انجام سے کام

باز آتے ہی نہیں قاتل خونخوار سے ہم
مان کر ابروے خمدار کو مت دیکھو ادہر
کس لئے شبلی کی نظر پڑ گئی چتون یارو
عمر بھر ہکو ہے منظور محبت کا نباہ

پھر لگاتے ہیں الہے دل کو اوسی یار سے ہم
ڈرنے والے نہیں ظالم تری تلوار سے ہم
لڑتے ہی آنکھ کے کچھ ہو گئے سرشار سے ہم
نہیں انکار کبھی کرنے کے اقرار سے ہم

عمر بھر یونہی رہے حسن کا چنداؔ جلوہ
آرزو رکھتے ہیں یہ حیدر کرار سے ہم

ظاہر میں یا کہ خواب میں صورت دکھا کہین
مین پوچھتا ہون دن کی تو کہتا ہے رات کی
بلبل نمط تڑپتا ہون گلزار و بہار مین
کی کوہ کن نے کوہ کنی مین جان کنی

تڑپے ہیں انتظار مین اے شوخ آ کہین
معلوم یون ہوا کہ ترا دل لگا کہین
لیجائے یہ بہار ترے تک صبا کہین
جان باز تو نے اور بھی مجھسا سنا کہین

چنداؔ کی عرض ہے یہی عالیجناب سے
عقدہ کو حل کرین مرے مشکل کشا کہین

ہمارے واسطے تم ہو اگر وہان بیقرار ہی ہین
جو اہل دل کہ صاحب درد ہے آگاہ ہے وہ ہی
نہ وہ ہوش و حواس اب ہین نہ وہ تاب و طاقت ہے
کوئی ہے کھینچے لئے جاتا ہے تن سے روح کیا کیجے

ابھی رہتے ہیں ہم بھی مہمان تمہاری یادگار مین
مزہ جو کچھ کہ ہے پچھلے پہر کی اشکبار مین
عجب حالت ہماری ہے تمہاری انتظار مین
اذیت کھینچتے ہیں یار کیا کیا تیری یار مین

کرد مشکل کشا مشکل کشائی جلد چنداؔ کی

نکلتا منہ سے ہے ہر دم یہی بے اختیار ہین

حاکم کے کھنے کا ہنین مجھکو اثر کھین
اس وضع پر ہو کیا مجھے پھر تیرا اعتبار
بویا ہین دل مین سد اتخم آرزو
مجھا جو بندگی مین کرے جان کو نثار

محکوم ایسا دیکھا کوئی بے خبر کھین
رہتا ہے شام کو تو کھین اور سحر کھین
پر نارسائیون کا نہ دیکھا اثر کھین
کب ہے یہ بیدلون کو جہان کے مگر کھین

چنداکو آرزو ہے یہی اوس پہ لطف کے
یا مرتضیٰ علی ولی ہو نظر کھین

ظاہر کی گفتگو کو مرے پاس جا ہنین
فرہاد و قیس نے تو دیا جان عشق مین
یہان تک تو اوٹھگیا ہے زمانہ سے اتحاد
جھگڑے ہزار مجہہ سے تو کر اور سب سے صلح

باطن مین ہم تو دل کے سوا آشنا ہنین
لیکن بجہہ دور مین کوئی مجہہ سا ہنین
دل بھی مرے بغل مین ہے پر آشنا ہنین
ہر چند مجہہ سے خوش ہو تو مین خفا ہنین

چنداسمجہہ کے کعبۂ دل یا علی ولی
اوسکو سوائے طوف نجف مدعا ہنین

جلوہ گر اندنون کچہہ اشک ہین کم آنکھون مین
راست کہتا ہون سبھی پیچ کھلے ہین دل کے
دل مین رہتا ہے مرے گرچہ وہ طفل بد خو
نظر مین بدلی ہین بطرح گران خاطر ہو

اسلئے خون رہا آن کے جم آنکھون مین
ایک پھر تا ہے ترے زلف کا خم آنکھون مین
اشک کی طرح نہ ٹھرا کوئی دم آنکھون مین
یون فلک کب ہے سبک یار کے ہم آنکھون مین

باغبان سے ہنین منت پہ نیاز مولا
دل کے داشد سے ہے چنداکے ارم آنکھون مین

ھلال مہ نو کو کم دیکھتے ہین
حرم کو بنائے ہین اب دیر دل مین

وہ ابرو کا تیرے جو خم دیکھتے ہین
تجھے حب سے ہم اے صنم دیکھتے ہین

نہین تیری آتی ہے ایک بات اونہین
حسینون کو تیری قسم دیکھتے ہین
رہین کیونکہ بستی مین اس عشق کے ہم
جو آہو کو جنگل سے رم دیکھتے ہین

کنیزی سے ہے مرتضیٰ کے میسر
جو چندا یہ لطف اتم دیکھتے ہین

کٹی ہے ہجر کی شب ہے وصل یار کا دن
خدا نے ہمکو دکھایا ہے پھر بہار کا دن
اوٹھا بغل سے تو اے ماہ رو مرے تب سے
نہ پوچھ کیونکہ کٹا تیرے بیقرار کا دن
قسم ہے تجھے سر مینا کی ساقیا می دے
نشے کی رات ہے یہ اور ہے خمار کا دن
سوائے نالہ و آہ و فغان اے زہرہ جبین
تمام ہووے نہ راحت سے دلفگار کا دن

کٹے ہے دم بھی جو چندا کا یاد مولا مین -
گنے ہے عمر مین اپنے وہ ہی شمار کا دن

باہم وہ کب خوشی سے ملے تنگ خواب مین
جسکے خیال کو ہے گرے ننگ خواب مین
زخمی کیا وہ دل کو مرے شہسوار حسن
عاشق کی صف سے جو کہ رکھے جنگ خواب مین
سر سے نماز کعبہ کیا مین ادا صنم
دیکھا ہون جب سے در کا ترے ننگ خواب مین
بھٹکا کبھی نہ راہ سے ظاہر مین خوشخرام
اٹکھیلیون کا مجھسے کرے ڈھنگ خواب مین

بیدار کیا نصیب ہے چندا کا یا علیؑ
باغ نجف کا دیکھا ہے جو رنگ خواب مین

مہیا دور مین جو عیش ہے ترے سلطان
نہ جم سے بھی ہوا تھا اسقدر نوروز کا سامان
بھلا اب کوئی ہو کیا شان و شوکت مین ترا ہمسر
کھڑے ہون دست بستہ سامنے جب قیصر و خاقان
نہین کچھ حاجت اظہار رہتا حال دل میرا
ہر یک ذرہ کب مہر کرم سے ہے ترے پنہان
یہی مشہور عالم ہے گدا سے شاہ تک باہم
ترے خوان کرم پر کون ہے وہ جو نہین مہمان

سدا پلتے ہین چندا سے ہزارون جسکے سایہ مین

نظام الدولہ و شاہ دکن ہے رستم دوران

جو دیکھا یار کے عارض پہ پیچ خال تابان کو
کبھی ہیبتی کہ بھید ہندو کرے ہے حفظ قرآن کو

رہا ہم درس ہوں اوس مدرسہ میں عشق کے برسوں
سبق تھا وامق و عذرا کا وہاں طفل دبستان کو

سوا گلرو کے اے بلبل جو بھہ آغوش خالی ہو
لگا دین آگ ہی یک لخت ہم سیر گلستان کو

یہاں سو رنگ سے دیکھا گریبان چاک کر کر بھی
پہنچتا ہی نہین ہے ہات میرا تیرے دامان کو

بچا ہی لینگے ہر یک جا محمد کے وسیلہ سے
جو اپنی آبرو سونپی ہے چندا شاہ مردان کو

تم منہ لگا کے غیروں کو مغرور مت کرو
لگ چلنا ایسے ویسوں سے دستور مت کرو

ٹسوے بہا کے ہر گھڑی زاری نہین ہے خوب
یہ راز عشق ہے اسے مشہور مت کرو

ہر چند دل دکھانا کسی کا برا ہے پر
رنجیدہ خاطروں کو تو رنجور مت کرو

اے ہمدمو جو مجھہ سے ہے منظور اختلاط
جز ذکر یار تم کوئی مذکور مت کرو

روشن رکھو جہان میں مولا مثال مہر
چندا کے منہ سے نور کو تم دور مت کرو

تو اپنے بزم میں دے بیٹھنے اگر ہمکو
کھڑے ہوں دیکھکے تماشاہان بحر و بر ہمکو

ہماری چشم نے ایسا کمال پایا ہے
جدھر کو دیکھئے آتا ہے تو نظر ہمکو

قلق سے عشق کے ہو جائے دل نکیوں غلطان
نظر جب آئے ترے کان کا گہر ہمکو

وفا کے ہاتھ سے اپنے کمال عاجز ہیں
جفا تو اوسکی تھی معلوم بیشتر ہمکو

نہین ہے طاق سے کسریٰ کے کچھہ غرض چندا
ملا ہے جب سے کہ مشکل کشا کا در ہمکو

کیوں تیغ ہر وقت لگاتا ہے حنا ہاتوں کو
ننگ آتا ہے مرے خون سے کیا ہاتوں کو

قتل پر میرے کمر باندھہ رکھا ہے جو قدم
حق رکھے خوش ہے بہ پردلوے سزا ہاتوں کو

گر مرے دل کو جرایا نہین تونے ظالم
کھول دے بند ہتیلی کو بتا ہاتون کو

نغمہ سوز سے دل کیونکہ نہ پرواز کرے
رقص کرتا ہے تو ہر وقت بجا ہاتون کو

مدعا پائےگی چندا کہ ابہی بہر دعا
درگہ شاہ نجف مین تو اوٹہا ہاتون کو

سامنے تیرے مژہ کے ہوں نہ زنہار آئینہ
ہین آدے گر بظاہر آئینہ چار آئینہ

عاشقون کے ہاتھ خالی ہوں متاع حسن سے
عکس افشان ہی ہو تیرے صفت زردار آئینہ

منتظر اوس کی توجہ کے ہین سب شاہ وگدا
حسن سے جسکے لیا ہے گنج خروار آئینہ

گر نہین ہے محو رخ تیرا تو ہے یار کس لئے
رات دن رکھتا ہے یکسان چشم بیدار آئینہ

نذر ہم کرتے ہین چندا بے تکلف اپنا دل
گر موالی کو علی کے ہووے درکار آئینہ

ہے مضامین کا یون اپنے نظر مین غوطہ
جیسے موجون کا تسلسل ہو گہر مین غوطہ

مردم چشم کو کیا مردم آبی سے مثال
کہائے وہ پانی مین یہہ خون جگر مین غوطہ

خوب سجتی ہے ترے بر مین یہہ پوشاک سفید
دیکہے خور نکلے ہے جیون نور سحر مین غوطہ

غور کیجے تو ہین پر نور جمادات و نبات
نہ ترے جلوہ کا ہے ذات بشر مین غوطہ

یا علی قلزم خونخوار ہے دنیا مشہور
کہاوے چندا نہ کبہی اوسکے بہنور مین غوطہ

ہو مثل گل صبا سے نہ اس دل کی وا گرہ
جب سے وہ غنچہ لب نے جبین پر دیا گرہ

دل قبض و بسط یار کے ہر شب ہے گرہ
دیکہا جو بکہرے بکہرے یہ زلف رسا گرہ

یک عقد دل کا میرے فلک سے ہنوز کہلے نہ حیف
پل بارے مین غنچون کی کہولے صبا گرہ

یک عمر بعد گہر مرے آیا حجاب سے
وہ دیکہے سے کہ پاؤن تلک جا بجا گرہ

چندا کو دو جہان کی خوبی نصیب ہو

کھولے کرم سے اپنے جو مشکل کشا گرہ

روکتا ہوں جو اوسے مجھ سے خفا رہتا ہے
دل بھی میرا ترے کوچے ہی میں جا رہتا ہے

گر یہ عیش ہی جیا ہے پہ اس عشق میں
خانہ آباد نہ تو ہووے تو کیا رہتا ہے

ہووے کس طرح بھلا تیری ملاقات نصیب
گھر میں تیرے ہی رقیب اب تو سدا رہتا ہے

بے سبب اوسکو خدا واسطے ٹھکرا نہ صنم
سر میرا تیرے ہی قدموں سے لگا رہتا ہے

دیکھ کہتے ہیں یہ چندا کو موالی علیؑ
حیدر آباد میں اک اہل وفا رہتا ہے

کہنا صبا شتاب مرے گلعذار سے
آنکھوں میں جان آئی ہے انتظار سے

سد ہو سکے نہ کچھ ترے صف مژگان کے سامنے
مردانہ دل تھا وہ کہ لڑے جو ہزار سے

بکل گیا ہے ترے تصور نے جان میں
کل کا نہ وعدہ کیجیو اس بیقرار سے

گو اختراع عیش کا معدن ہے تو مگر
رغبت مجھے ہمیشہ ہے بوس و کنار سے

میدان میں کوئی گوئے سخن تجھ سے لے نہ جائے
چندا امید رکھ شہ دلدل سوار سے

دیکھا چمن میں دہر کے کیا کیا بہار ہے
ہے لالہ رو کوئی تو کوئی گلعذار ہے

دیکھا نہ آئینہ نے کبھی جسکو آنکھ بھر
شکر خدا وہ اندنوں ہمسے دوچار ہے

تو نے قرار وصل کیا مجھ سے ظاہرا
تب سے ہماری جان بہت بیقرار ہے

باغ بہشت آنکھوں سے اب گر گیا مرے
دل میں بسا وہ سبزہ خط روئے یار ہے

چندا نے یا علیؑ دلی نام پر ترے
صدقے کیا ہے جان کو دل بھی نثار ہے

سنبھال اپنی کو اسے شانے نہ ان زلفوں میں اوجھا لے
چڑھے ہیں بن ڈسے کے زہر یہ دو ناگ ہیں کالے

نہ پورا وصل کی شب میں ہوا عاشق کا اک ارمان
جدائی نے تری ظالم قیامت مجھ پہ دن ڈھائے

اشارہ پھر اوسی ابرو سے چاہے ہے یہ دل میرا
کہان سمجھائے سے سمجھے ہے نادان قدر تو دل کی

کہ جس چشم سیہ نے سیکڑون کے پل مین گھر گھالے
نہ تو جب تک اٹھے ظالم کسی بیدے درد کے پالے

ہنین مخفی ہے حال دل علی سب تجھپہ ظاہر ہے -
تو ہے روشنگر خورشید اے چندا کے رکھوالے

مجھے نام خدا اوس شوخ کا یہ طور بہاتا ہے
ستم ہے یہ کہ تر چشم کا ہجو ہون اسیر بھی
سفینہ دل کا مین ڈالاہون اب دریا مین الفت کی
نہ تو نے وادی الفت کیا طے یار منصف ہو

ادا سے جین بہ ابرو ہو لبون مین مسکراتا ہے
شراب پرتگالی تو مجھے ساقی پلاتا ہے
لبا مل ہے سلامت یا طلاطم ہی مین آتا ہے
صف عشاق مین ناحق تو اپنے کو کھاتا ہے

برنگ طائر قبلہ نما ہر آن دل میرا
ہر یک اطراف سے چندا النجف کو کھینچ لاتا ہے

بہت مخمور ہون ساقی شراب ارغوانی دے
خجل جب سے کیا ہے مہر کو وہ ماہرو میرا
گلہ کرتے ہو کیون ایحضرت دل یار کا اپنے
تصدق جان و دل اپنا کیا ہون تجھپہ مدت سے

نہ رکھہ تشنہ مجھے ساغر براہ مہربانی دے
جبین پر شان سے بیٹھے ہے قشقہ زعفرانی دے
کوئی معشوق کب عاشق کو داد جانفشانی دے
کبھو تو بوسہ لب بھی مجھے اے یار جانی دے

رکھے ہے آرزو چندا تصدق شاہزادونکا
سر ہے جو ہین علی والی مرادین من کی مانی دے

جو گیسوئے پریکی تا لک تقریر آتی ہے
مرقع صفحۂ امکان ہی کو کلک مصور سے
جو کچھ خوبی ہے چہرہ پر نمایان خط خوبان مین
کرے گر قتل مجھکو یا جلائے اوسکی جو مرضی

پئے دیوانگان بیساختہ زنجیر آتی ہے
نگہہ مین ایک عالم کے تری تصویر آتی ہے
کہان اس وضع کی کاتب تجھے تحریر آتی ہے
کہ محکوم ہے حاکم پہ کب تقصیر آتی ہے

بچا ہے یا علی کیونکر مدد بہ روح شبر سے

کہ چندا بہر طوف مرقد شبیر آتی ہے

ہوا کچھ بھی نہ حاصل نالۂ دل تنگ سے اپنے
اسیر غم کو زنداں سے نکالا بے سبب پھر کیوں
یہ مرغ دل ہلال ابرو ترے مژگاں کا قربان ہے
جو ہو کوئی ترے قاتل عالم وصل کا پیاسا

گلہ ہمکو رہا ہے شور بے تاثیر سے اپنے
سنا ہے غل بھی تو نے نالۂ زنجیر سے اپنے
نکال اب آرزو میری کمان و تیر سے اپنے
نہ رکھنا تشنہ لب اب دم شمشیر سے اپنے

نہ ہو چندا زمانے میں کسی سے ملتجی ہرگز
جو رکھتا ہے تجھے کچھ شبر و شبیر سے اپنے

ہر روز ہو یوں ہی ستم ایجاد کرو گے
گر دام سے اپنے ہمیں آزاد کرو گے
اوروں سے اگر دوستی رکھتے ہو بلا سے
ناشاد کسی دل میں نہ ملنے سے تمہارے

دل عاشقوں کے سیکڑوں برباد کرو گے
پھر کس سے یہ کنج قفس آباد کرو گے
باطن میں یقیں ہے کہ ہمیں یاد کرو گے
اب کبھی ہوگا جو ادھر ہمیں شاد کرو گے

سو جان سے ہو گی وہ تصدق مرے مولا
چندا کی جو کونین میں امداد کرو گے

چشم کافر بھی ہے اور غمزۂ خونخوار بھی ہے
کفر و اسلام میں ثابت رہے ہے دل کیسا بھلا
گرچہ راحت کے ملنے سے ہے سوزش ہی وہی
کچھ سمجھ کر ہی کیا اوس نے تعلق ایدل

قتل کو پاس سپاہی کے یہ تلوار بھی ہے
صاحب سبحہ بھی ہے مالک زنار بھی ہے
جس جگہ گل ہے مری جان وہیں خار بھی ہے
رحم پر صرف نہ جا اوسکے ستمگار بھی ہے

حال دل کس سے کہے چندا کہ ہے مشکل میں
یا علی تیرے سوا کوئی مددگار بھی ہے

گویا کہ تازہ کفر کی وہ ابتدا کرے
پہنچا تو اوسکی خاک قدم میری چشم تک

دل کو جوانی بتوں سے کوئی آشنا کرے
جب اوس پری جبین میں گذرا کرے صبا کرے

ہوا اوس مین زرق برق زمانے کا الغرض
گلرو دیکھہ ایک غنچۂ دل کیا ہے میرا آہ

ہے ذی شعور وہ جو کسی دل مین جا کرے
گر ہو نسیم لطف تو سو عقدے وا کرے

چشم امید ہے یہی چندا کو روز و شب
میری طرف نگاہِ کرم مرتضیٰ کرے

اگر وہ قامت زیبا نہ میری داد کو پہونچے
ادا شرط عبادت ہو نہ سکے ہے کب ادا اس کی
رہے کوئی نہ عقدہ پھر عشاق سے باقی
ہوئے ہین عشق مین مشہور گر چہ قیس و وامق بھی

سلام حضرت اس گلشن مین ہر شمشاد کو پہونچے
خودی کو اپنے جب بھولے خدا کی یاد کو پہونچے
خبر میرے جنون کی گر ستم ایجاد کو پہونچے
نہ کھیا ایکدم جو کوشش فرہاد کو پہونچے

نہین کچھہ حاجت تقریر چندا اب یہ روشن ہے
سوا اسد [illegible] کے کون اب فریاد کو پہونچے

یاد آگئی ہے دل کو میرے آہ کسیکی
خواہش تجھے غیرون کی سدا رہتی ہے لیکن
بوسہ بھی کوئی مانگے تو ہے جان کے خیرات
کس طرح کہون آہ بھلا حال دل اپنا

تکتا ہون شب و روز جو مین راہ کسی کی
ہمکو تو نہین تیرے سوا چاہ کسی کی
خاطر کو نہ رنجیدہ کرا یماہ کسی کی
سنتا نہین کچھہ بات وہ دلخواہ کسی کی

تحقیق کیا ہم نے بجز شاہ نجف کے
چندا کو تمنا نہین واللہ کسی کی

عجب کیا میکشی کا دل مین ہر زاہد کے جوش آئے
نہین ممکن رہین وحشت زدہ پھر سکو ہوش آئے
کیا ہے ضبط اوس پردہ نشین کے عشق مین مین نے
ہوا وہ آئینہ رو جلوہ آرا بعد مدت کے

اگر ساغر بکف محفل مین اپنا ماہ وش آئے
طرف بستی کے یہ دیوانہ گر صحرا بدوش آئے
صدائے آہ ناممکن ہے دل سے تا بگوش آئے
اگر آئے یہان زاہد تو کہدینا خموش آئے

بھلادون نامۂ اعمال چندا بحر جوشش مین

جو میری جسم بخشی کو علی سامنے فروش آئے

مرا دل گھٹانے سے بھی ننگ و نام سے گذرے
یہ عشق نرگس چشم بت گلفام سے گذرے

رہی ہے ہمکو کیفیت سے اون آنکھوں کے خونباری
چمن مین منت ساقی سے گذرے جام سے گذرے

کہین کیا جو کہ گر گذرے مین تیرے عشق مین لیکن
کہان یہ ہو سکے جو تو خیال خام سے گذرے

رخ و گیسو و خال و طاق ابرو دیکھکر اوس کے
نماز و روزہ و تسبیح و صبح و شام سے گذرے

گرو امداد فضل حق سے یا مشکل کشا میری
سدا کونین مین حیدا کو اب آرام سے گذرے

کہا کس نے کرو تم مجھ سے یون اقرار کیا سمجھے
پھر آئینہ رخ کو اپنے کیون ہو بیزار کیا سمجھے

برنگ شمع روشن ہے یہ اہل بزم پر لیکن
جو حالت اپنی ہمنے تم پر کی اظہار کیا سمجھے

جو سچ پوچھو تو یہ زحمت اوٹھائی عشق شیرین مین
اگر فرہاد سے خسرو گرے تکرار کیا سمجھے

نہ ہمسر جسکے یک ناخن کے ہووے کیا حقیقت ہے
مہ نو دلمین قدر ابروے خمدار کیا سمجھے

محمد جب کرین تعریف حیدا کی حقیقت کیا
ہمارا کوئی رتبہ حیدر کرار کیا سمجھے -

ہم جو بسکو ناگہان اوس شوخ کے پالے پڑے
دل تو جاتا ہی رہا اب جان کے لالے پڑے

ہجر مین رویا ہون تیرے راتدن مین اسقدر
خون سے دل کے بہے جاتے ہین پرنالے پڑے

چاند سامنہ اپنا دکھلا دے کبھی او گلبدن
سیکڑون در پر ترے ہین دیکھنے والے پڑے

دست رس تشانے تجھے کیو ہو اوس زلف تک
جسکی ہر لٹ مین لٹکتے ہین سدا کالے پڑے

آئی حیدا آپکے در پر سے دو بون یا علی
تکمے ہون الماس کے اور لعل کے بالے پڑے

ہر شب ہے گذری یاد مین جس گلعذار کی
یک روز لی خبر کبھی نہ اس بیقرار کی

کچھ کچھ نظر جو آتی ہے سیماب مین تڑپ
سیکھی ہے طرز دل سے مرے اضطرار کی

روز ازل جو جام محبت پلا دیا
سرخی رہی ہے آنکھوں مین اتنک خمار کی

خون جگر یہ آنکھوں سے اڈا کر یہ چلا
لتسیر بھی یہ جھڑی نہ تھمی اشکبار کی

حیدرؔ اکو اب دکھایئے دیدار یا علیؑ
طاقت نہین رہی ہے اوسے انتظار کی۔

شب کو ہمارے اون کے ملاقات ہوگئی
شکر خدا کہ ہم پہ عنایات ہوگئی

آتے ہی ہمین نے اوسکے کیا نذر نقد دل
مہمان کی ہر طرح سے مدارات ہوگئی

بدلے حنا کے خون ملا میرا پاؤن مین
تجھہ سے جفا جو ہونی تھی ہیہات ہوگئی

خورشید رو قسم ہے یہ زلفونکی تونے کل
وعدہ کیا تھا دن کا مگر رات ہوگئی

دست خدا سے مانگ لے حیدرؔ بصدق دل
تو جان لے قبول مناجات ہوگئی

گل کے ہونگی توقع یہ سب جسے بیٹھی ہے
ہر کلی جان کو مٹھی مین لئے بیٹھی ہے

کبھی صیاد کا کھٹکا ہے کبھی خوف خزان
بلبل اب جان ہتیلی پہ لئے بیٹھی ہے

تیر و تلوار سے بڑھکر ہے تری ترچھی نگہہ
سیکڑون عاشقون کا خون کئے بیٹھی ہے

تیرے رخسار سے تشبیہ اوسے دون کیونکر
شمع تو چربی کو آنکھون مین لئے بیٹھی ہے

تشنہ لب کیون رہے اے ساقی کوثر حیدرؔ ا
یہ ترے جام محبت کو پئے بیٹھی ہے

وہ وعدہ کرکے شکوہ تو ہم سے نہان رہے
بولے سحر پھر آئینگے خاطر نشان رہے

گر غیر خواہی آپکو منظور ہے تو بس
ایسا ہوا امتحان کہ پھر امتحان رہے

دامن کشیدگی سے ترے یار حیف ہے
یہان چشم انتظار مری خونفشان رہے

ہین اس سوا بساط مین رکھتا نہین ہون کچھ
بھیجا ہون دل کو پاس ترے ارمغان رہے

کونین مین بھی ہے تمنا کہ یا علیؑ

چندا پہ حق کرم سے ترے مہربان رہے ۔

مرے بر مین جب دم وہ دلبر رہے
تو دل میرا کاہے کو مضطر رہے
خلش تیرے مژگان کی دلمین ہے یون
کھٹکتی کہین جیسے نشتر رہے
جہان مین سمجھا ہے عاشق کوئی
ہمین بات میری یہ باور رہے
اوٹھاؤن نہ سر کو قدم سے ترے
اگر خلق مین شور محشر رہے

یہی عرض میری ہے مولا علی
ترا سایہ چندا کے سر پر رہے

بہار عیش لیکر باغ مین اب یون بسنت آئی
کہ بے تکلف ہے شبنم سے گل کی بادہ پیمائی
صبا اوسکے لئے آئینہ دار چشم بلبل ہے
ہجوم نو عروسان چمن کی ہے خود آرائی
کسی نے مجھسے پوچھا ہے یہ چرچا بزم کا کسکے
کہا مین نے یہ دی ہے حاتم ثانی نے زیبائی
قدم رستم نے چومے کیونکہ میدان شجاعت مین
ازل سے تا ابد مشہور ہے اب جسکی مولائی

دیا جو شرم کھتی بخشش کی تسیر بھی ہر اک دم مین
برنگ مہر ہے چندا پہ جسکی جلوہ فرمائی

بسنت آئی ہے موج رنگ گل ہے جوش صہبا ہے
خدا کے فضل سے عیش و طرب کی اب کمی کیا ہے
بیان مین کیا کرون اوسکے شبستان کا نقشہ اللہ
قضا و قدر جسکے حسن کا اب کار فرما ہے
سخاوت مین کوئی ہمسر ہوا اوسکا زمانہ مین
وہی کرتا ہے پورا جسکے دلمین جو ارادہ ہے
خضر کی عمر ہو اوسکی تصدق سے الہ سکے
نظام الدولہ آصف جاہ جو سبکا مسیحا ہے

یہی جوان کرم سے ہے سدا امید چندا کو
کسی کی بھی نہ ہو محتاج تم سے یہ تمنا ہے

روبرو خورشید رو کے ماہ مین کیا نور ہے
داغ پایا چاند نے سچ ہے یہ کلف مشہور ہے
غمزہ و ناز و ادا شیوہ ہے خوبون کا مگر
ہر سخن مین روٹھ جانا کونسا دستور ہے

عشق مین حق کے انا الحق کہ رہا ہے بار بار — ہر جزو لخت دل اپنا ہین منصور ہے
جکو حوران بہشتی بھی پہونچ سکتے نہین — لیلی و شیرین کا اوسکے آگے کیا مذکور ہے
عاجزہ چندا پہ بھی ہووے کرم یا مرتضی ع
بخش دو دو نو جہان مین تمکو سب مقدور ہے

تمت

تاریخ طبع دیوان ماہ لقا متخلص بہ چندا از نتائج طبع شیرین بیان مولوی میر محمد علی صاحب متخلص بہ بخشی

چھپایا اوس خوش خولی کا دیوان اپنے مطبع مین — ہوا یہ گوہر عالی کا چندا جی یہ احسان ہے
مگر نام روشن کر دیا ہے اوسکا عالم مین — کہ جسکے حسن کا شہرہ دکن سے تا صفاہان ہے
کہی اعدا کے سر کو کاٹ کر تاریخ بخشی نے — گلستان حمیت ماہ لقا بائی کا دیوان ہے
۱۳۲۴ھ

وله

چھپایا گوہر دالا حسب نے — جو ہے ہمشکل دیوان رہبر عشق
مصنف ماہ لقا بائی ہین اسکی — ہویدا ہر غزل سے ہے سر عشق
سر الفت سے بخشی سال لکھ دو — کہ ہے دیوان چندا دفتر عشق
۱۳۲۴ھ